شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں

جناب اکبر نظام الدین صابری، سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ خاموش و موجودہ امیر جامعہ نظامیہ

کے اہانت آمیز گستاخانہ عبارات پر مشتمل مضمون پر

جامعہ منظر اسلام بریلی اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی) کے فتاویٰ کفر و جامعہ نظامیہ کے فتویٰ عدم کفر اور مضمون مذکور کا جائزہ

لمعات القرآن فی تجدید الایمان

(مسمیٰ بہ)

مولفہ

مولانا سید محمد تنویر الدین سیف خدانمائی افتخاری

بی کام، ایم۔ اے (فارسی و عربی) عثمانیہ

کامل الحدیث، جامعہ نظامیہ

لکچرر شعبہ فارسی، عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد

ناشر:

محمد باقر حسین شاذ، کنوینر انٹرنیشنل غریب نواز مشن،

پوسٹ باکس نمبر ۶۲، سالار جنگ کامپلکس، دیوان دیوڑھی، حیدرآباد۔ (۲)

عرض مولف

حامداً و مصلیاً :۔ مخفی نہ رہے کہ بلا تحفظ ذہنی عاشق رسولؐ و عاشق غریب نوازؒ جناب محمد باقر حسین شاذ صاحب کنوینر انٹرنیشنل غریب نواز مشن و ایڈیٹر روزنامہ ساز دکن ، جناب مولوی میر فصاحت علی قادری ملتانی ، ڈاکٹر خورشید حسین صاحب کا ممنون ہوں کہ ان کی حمیت ایمانی اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث جامعہ نظامیہ سے والہانہ وابستگی کے سبب میرا چند سطری رسالہ لمعات القرآن فی تجدید الایمان (مسمی بہ) "ضرورت توبہ" شائع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے امید کہ یہ مختصر رسالہ کفر و ایمان کے درمیان خط فاصل کھینچنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔

احقر العباد سید محمد تنویر الدین سیف

خدانمائی افتخاری کامل الحدیث جامعہ نظامیہ

۶ / نومبر ۱۹۹۶ ، مطابق شب ۲۴ / جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ

اشاعت کا پس منظر

موجودہ امیر جامعہ نظامیہ اکبر نظام الدین نے شان رسالتمآبؐ میں گستاخی کی جس پر جامعہ نعیمیہ مراد آباد اور جامعہ منظر اسلام بریلی شریف نے کفر کے فتاوے صادر کرلے کے باوجود خود جامعہ نظامیہ لے اہل سنت والجماعت مسلمانوں کی رہنمائی کے بجائے گستاخ رسولؐ کی حمایت میں فتویٰ جاری کیا۔ افسوس کہ حیدرآباد کا سنی مسلمان خاموش رہا۔

لیکن اسی جامعہ کے ایک فرزند ، نوجوان عالم دین اور سچے عاشق رسولؐ مولانا سید محمد تنویر الدین سیف خدانمائی نے اکبر نظام الدین صابری اور اس کی کفریہ عبارات کے پیچھے گھناونی سازش کے رد میں کتاب بعنوان "ضرورت توبہ" لکھ کر قیامت تک اہل سنت الجماعت مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اس تاریخی و دستاویزی کتاب کی اشاعت کو غریب نواز مشن ایک اعزاز اور ایمانی فریضہ سمجھتا ہے۔

انجمن تحفظ مسلک بانی جامعہ نظامیہ سے بھی توقع ہے کہ وہ حق و باطل کے اس معرکہ میں اہم رول ادا کرے۔

محمد باقر حسین شاذ

کنوینر انٹرنیشنل غریب نواز مشن

قیمت ۔ 5/ روپئے

طباعت: حبیب پرنٹرس ، پتھر بازار ، حیدرآباد۔
کمپیوٹر کمپوزنگ: انعم کمپیوٹرس ، دیوان دیوڑھی ، حیدرآباد

بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین امابعد
قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر
لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۝۳۱ ال عمران ۳ ترجمہ اے محبوب تم فرمادو کہ
لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ اور
تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
وقال تعالیٰ فی مقام آخر -- ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا
والآخرت واعد لھم عذابا مھینا ۝۵۷ الاحزاب ۳۳ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے۔ اور ان کے لئے
ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے حبیب اور آخری نبی سیدنا
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرمایا۔ اور ان کی محبت کو معیار ایمان و
اسلام بنایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی حبیب کے صدقہ میں اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت ہر سانس اضافہ فرمائے اور ہمیں محبت اور اظہار محبت کا سلیقہ و قرینہ عطا فرمائے اور
تادم زیست ہمیں ہر لغزش اور کوتاہی سے بچائے اور دنیا و آخرت میں ہر لمحہ ہماری مدد فرمائے
بے پناہ درود و سلام ہوں اس ذات قدسی صفات فداہ ارواحنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر، جو ہم سب کے ایمان کا مرکز ہیں۔ آمین۔
آج امت مسلمہ خصوصاً مسلمانان حیدرآباد بے انتہا نازک مرحلے سے گذر رہے ہیں
اگر گویم زبان سوزد نگویم استخوان سوزد" کے مصداق محو حیرت ہیں۔ ایک طرف جامعہ
نظامیہ کے ۱۲۵ سالہ جشن کے موقع پر ڈاکٹر یوسف القرضاوی (قطر) جو عالمی سطح کے غیر مقلد اور
وہابیہ کے چوٹی کے عالم مانے جاتے ہیں۔ جن کی اس جشن میں شرکت اور ان کے ذریعہ اس
جشن کا افتتاح وغیرہ۔۔ نہ صرف عوام میں موضوع بحث بنا ہوا ہے بلکہ جامعہ نظامیہ کے مسلک
اہل سنت والجماعت کے تشخص کے لئے ایک مستقل سوالیہ نشان بن چکا ہے۔ وہیں پر جناب
اکبر نظام الدین صابری (جو درگاہ حضرت شاہ خاموش قدس سرہ کے سجادہ نشین اور موجودہ امیر

جامعہ نظامیہ ہیں) کے متنازعہ مضمون نے اہل محبت کے دلوں میں قیامت برپا کردی۔ جو رحمۃ للعالمین صلعم کے عنوان سے ۲۹/ جولائی ۱۹۹۶ء مطابق ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ روز دو شنبہ روزنامہ سیاست کے "میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سپلمنٹ" میں شائع ہوا اور یہی مضمون، من وعن پانچ سال قبل ۲۲/ سپتمبر ۱۹۹۱ مطابق ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ بروز یکشنبہ اسی روزنامہ سیاست میں شائع ہوا تھا۔ دروغ بر گردن راوی معلوم ہوا ہے کہ اسی مضمون کو فاضل مضمون نگار نے مجلس اتحاد المسلمین کے ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ کی شب میں منعقد ہونے والے جلسہ "رحمۃ للعلمین" میں بحیثیت صدر استقبالیہ، خطبہ استقبالیہ کے طور پر پڑھا

اس مضمون میں ایسی کیا خصوصیت ہے جو موصوف کو ایک ہی بات بار بار کہنے پر اکسا رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار کو اس کی ان باتوں پر راسخ عقیدہ ہے جب وہ جہاں بھی موقع مل جائے پیش کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

اس مضمون سے امت مسلمہ پر بڑی مشکل یہ آپڑی ہے کہ ایک طرف ہندوستان کی دو شہرہ آفاق جامعات جامعہ منظر اسلام بریلی شریف (یوپی) اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یوپی) نے اس مضمون کی عبارتوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے یہاں تک کہ اسے کفر نہ ماننے والے کو بھی کافر قرار دیا ہے۔ جن کی فوٹو کاپیاں منسلک ہیں۔ جو روزنامہ ساز دکن میں بتاریخ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۶ء روز شنبہ کو شائع ہوئی ہیں۔

دوسری جانب جنوبی ہند کی شہرہ آفاق جامعہ نظامیہ جس کا خمیر حب رسولؐ اور تقویٰ و توکل سے گوندھا گیا تھا۔ ہماری اسی جامعہ کے مفتیان کرام نے جن کے نام اخبارات میں مخفی رکھے گئے ہیں یہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ اکبر نظام الدین صابری صاحب امیر جامعہ نظامیہ کے متنازعہ مضمون سے کہیں بھی گستاخی ظاہر نہیں ہوتی لہذا انہیں کافر قرار نہیں دیا جاسکتا یعنی اگر گستاخی ثابت ہو تو کافر کہا جائے گا۔

گویا جامعہ نظامیہ نے اس طرح کا فتوی جاری کر کے سابقہ فتووں کی بنیاد ہی کی نفی کردی۔ اب عامتہ المسلمین کریں تو کیا کریں۔

ایسے میں ضروری ہوجاتا ہے کہ قابل اعتراض عبارتوں کی زبان و بیان، طرز نگارش، اسلوب وغیرہ سبھی کا جائزہ لیا جائے اور پھر انہیں مذہب مشرب اور مسلک سبھی کو پیش نظر رکھتے ہوئے شریعت کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ تاکہ امت مسلمہ کسی ایک صحیح فیصلہ کن نتیجہ پر

پہنچ سکے۔

نقل کفر کفر نباشد

مذکورہ مضمون کی قابل اعتراض عبارتیں: مضمون نگار یہ لکھتا ہے

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے متعلق کہ کس دن کس تاریخ کس مہینہ، کس سنہ، کس ملک میں، کس قوم میں، کس خاندان میں، کس مقام پر آپ پیدا ہوئے یہ امور (انتسابات) زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ ان میں سے کسی چیز سے بھی رمق برابر فخر حاصل نہیں ہوا۔ بر خلاف اس کے کہ ہر چیز آپ کے قدموں سے مفتخر اور مشرف ہوتی ہے۔"

۲۔ اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ آیا آپ حسین و خوبصورت ہیں۔ حضور صلعم کا رنگ کیا تھا۔ نہ اس کی اہمیت ہے"۔۔

"باوجود اس کے آپ حد درجہ خوبصورت بھی تھے مگر کہیں قرآن پاک میں حضور کے حسن کا ذکر نہیں فرمایا گیا۔ جبکہ اسی قرآن میں یوسف علیہ السلام کے حسن صورت کی تعریف میں صفحات نازل فرمائے گئے۔

۳۔ قرآن عزیز میں ذات ستودہ صفات کا تذکرہ آیا ہے تو زور قلم سیرت کی تعریف پر صرف کیا گیا

۴۔ جس ملک اور قوم میں آپ پیدا ہوئے وہ جاہل، تہذیب و تمدن سے کوسوں دور سارے ملک عرب میں اور دیہات کے بالمقابل پایہ تخت مکہ کچھ نہ کچھ اپنی تہذیبی حیثیت رکھتا تھا مگر اس سے بھی آپ کو قدرتاً دور کر دیا گیا جہاں بکریاں چراتے گذر گئی۔ بالکل دیہاتی ماحول، بے علم فضا میں آپ پرورش پائے۔۔۔۔

۵۔ ان حالات اور ایسے ماحول میں زندگی گذارے ہوئے شخص سے کبھی نیک چلنی کی بھی توقع کی جاسکتی ہے چہ جائیکہ رہبری کی امید۔۔۔ مگر اسی جاہل ملک اور قوم کا امی فرد صلی اللہ علیہ وسلم ہادی و رہبر بن کر ظاہر ہوا۔

۶۔ ایک امی اور جاہل فضا کا باشندہ مجموعہ قوانین اور بے مثال تعلیمات جو پوری نزاکتوں اور خوبیوں کی حامل ہوں مرتب کر سکتا ہے اگر امی علیہ السلام ان تعلیمات کو اپنی طرف منسوب فرماتے تو انکار کیا جاسکتا تھا۔۔۔ مگر آپ نے خود ان تعلیمات کو اپنی طرف منسوب نہیں فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل
مسئلہ کے بارے میں کہ سید اکبر معین الدین
سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ خاموش حیدرآباد کا
ایک مضمون بعنوان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم مورخہ ۲۹ جولائی
مطابق ۱۲ ربیع الاول روزنامہ سیاست اخبار میں شائع ہوا
اور لاکھوں کے اجتماع جشن عید میلاد النبی میں پڑھا بھی گیا۔ اس
مضمون کا پہلا اقتباس (نمبر ۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت
سے متعلق کہ کس دن کس تاریخ کس مہینہ کس سنہ میں کس ملک میں
کس قوم میں کس خاندان میں کس مقام پر آپ پیدا ہوئے یہ امور
(اشتباہات) زیادہ اہمیت نہیں رکھتے کیونکہ ان میں سے
کسی چیز سے بھی رتی برابر فخر حاصل نہیں ہوا۔ دوسرا اقتباس (نمبر ۲)
اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان زیادہ اہمیت
رکھتا ہے آیا آپ حسین و خوبصورت تھے حضور صلعم کا دل
کیسا تھا قد کیسا تھا نہ اس کی اہمیت ہے کیونکہ قرآن مجید

اس ذات قدسی صفات پر نازل ہوا اور باوجود اس کے کہ
آپ حد درجہ خوبصورت بھی تھے مگر لیکن قرآن پاک میں حضور
کے حسن کا ذکر نہیں فرمایا گیا جبکہ اسی قرآن میں یوسف علیہ السلام
کے حسن صورت کی تعریف میں صفحات نازل فرمائے گئے۔
اقتباس نمبر ۳ ایک جاہل ملک اور قوم کا امی فرد دنیا کا
ہادی اور رہبر بن کر ظاہر ہوا۔ اقتباس نمبر ۴ مکمل تعلیمات
ہم کو ایک ایسے فرد سے ملے ہیں جو خود بھی ایک جاہل و غیر متمدن
قوم کا فرد ہے۔ اقتباس نمبر ۵ ایک امی اور جاہل
فضا کا باشندہ مجموعہ قوانین اور بے مثال تعلیمات جو پوری
دنیا کی حامل ہو مرتب کر سکتا ہے۔

کیا مذکورہ اقتباسات کی عبارتیں اور اسلوب بیان غیر شرعی
اور گستاخانہ ہے اگر ایسا ہے تو مضمون نگار پر شرعاً کیا حکم
عائد ہوتا ہے جواب سے سرفراز فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط والسلام السائل
حبیب الحسن

نقل مطابق اصل

الجواب ۔ اللهم هداية الحق والصواب ۔ یہ استفتاء بیان [illegible]

اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین پر مبنی ہے ۔ اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی کفر ہے ۔ قائل پر لازم ہے کہ فوراً توبہ و تجدید ایمان کرے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے ۔ فتاویٰ خیریہ جلد اول ص ۹۹ میں ہے من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد وحکمہ حکم المرتدین ...... واجمع العلماء انہ کافر ومن شک فی کفرہ کفر اھ ملتقطا ۔ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے ۔ اس کا وہی حکم ہے جو مرتدوں کا ہے اور باجماع علمائے امت وہ کافر ہے جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ۔

کتاب الخراج سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ میں ہے ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ زوجتہ ۔ یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا شان گھٹائے وہ بلاشبہ کافر ہو گیا ۔ اور اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی ۔ اور شک نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت ، صورت ، حلیہ سب باعث افتخار ہیں ۔ حضور جس شہر میں تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی قسم یاد فرمائی لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد ۔ حضور کی عمر مبارک ۔ حضور کی گفتار مبارک کی قسم یاد فرمائی ۔ احادیث مبارکہ میں شمائل مصطفیٰ کا مستقل باب ہے ۔ شمائل ترمذی مشہور ہے ۔ بجز اس قائل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جاہل و غیر متمدن قوم کا فرد بتایا ہے امی اور جاہل [illegible] بتایا [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امی ہونا معجزہ ہے ۔ بہرحال کلام مشتمل بر توہین ہے ۔ واللہ الھادی وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی
مرکزی دارالافتاء سوداگران بریلی شریف

Phone: 521772

JAMIA NIZAMIAH

Shibligunj,
Hyderabad - 500 264 (A.P.)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۵۲۱۷۷۲

الجامعۃ النظامیۃ

شبلی گنج حیدرآباد ۵۰۰۲۶۴

شمالی ہندوستان

File and Despatch No. 54/96
Date: 16.10.96

تاریخ ۱۹ء

Please address to the Secretary

براہ کرم خط و کتابت معتمد جامعہ سے فرمائی جائے۔

To

The Editor

For favour of publication

Some local English dailies have published Fatwa following an article on the Prophet of Islam written by Moulana Syed Akbar Nizamuddin Hussaini, Chancellor of Jamia Nizamia which was published by a local Urdu daily.

There were spate of enquiries about xxxxxxxx the Fatwa and the article by Moulana Syed Akbar Nizamuddin Hussaini. I as Secretary of the Jamia Nizamia felt it necessary to refer this sensive matter to the Darul Ifta Bureau of edict issuing of Jamia Nizamia which pronounced the following Fatwa:

"There is no blasphemy regarding the Islam and the Prophet of Islam in the article written by Moulana Syed Akbar Nizamuddin Chancellor of Jamia Nizamia. As such he cannot be declared Kafir."

With this Fatwa the misunderstanding arose from the earlier Fatwas is dispelled totally.

Syed Ahmed Ali,
Secretary, Jamia Nizamia.

ترجمہ: پریس ریلیز مورخہ ۱۶/ اکتوبر ۱۹۹۶ء و فتویٰ جامعہ نظامیہ، حیدر آباد

برائے اشاعت روز ناموں کے لئے

بعض انگریزی اخبارات میں مولانا سید اکبر نظام الدین حسینی چانسلر جامعہ نظامیہ کا تحریر کردہ مضمون ایک مقامی اردو روزنامہ میں شائع ہوا تھا اس سلسلے میں فتووں کی اشاعت عمل میں آئی ہے۔ انہوں نے (جناب سید احمد علی) نے کہا کہ وہ بہ حیثیت سیکریٹری جامعہ نظامیہ، مولانا اکبر نظام الدین حسینی چانسلر جامعہ نظامیہ کی جانب سے تحریر کردہ مضمون کے سلسلے میں فتاویٰ کے صادر کئے جانے کے صحت کے تعلق سے اس حساس معاملہ کو جامعہ نظامیہ کے دار الافتاء سے رجوع کرنا ضروری خیال کیا۔ جس پر جامعہ نظامیہ نے مندرجہ ذیل فتویٰ جاری کیا ہے۔

"مولانا اکبر نظام الدین حسینی چانسلر جامعہ نظامیہ کی جانب سے تحریر کردہ مضمون میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے تعلق سے ایسی کوئی گستاخی موجود نہیں ہے۔ لہذا وہ کافر قرار نہیں دیئے جاسکتے۔"

مذکورہ بالا فتویٰ کی روشنی میں قبل ازیں صادر کردہ فتاویٰ سے جو غلط فہمی پیدا ہو گئی مکمل کالعدم قرار پاتی ہے۔"

(شرح دستخط سید احمد علی سکریٹری، جامعہ نظامیہ، حیدر آباد)

چونکہ جامعہ نظامیہ کے مفتیان کرام نے "کوئی گستاخی موجود نہیں ہے" کہکر مسئلہ کی بنیاد ہی کی نفی کر دی ہے اس لئے ان عبارتوں کا مکمل جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ پہلے والے دو فتاویٰ اور بعد کے جامعہ نظامیہ کے فتویٰ کی حقیقت روشن ہو سکے۔

پہلی قابل اعتراض عبارت کا جائزہ۔ مضمون نگار یہ لکھتا ہے کہ

> "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے متعلق کہ (۱) کس دن (۲) کس تاریخ (۳) کس مہینہ (۴) کس سنہ (۵) کس ملک میں (۶)، کس قوم میں (۷) کس خاندان میں، (۸) کس مقام پر آپ پیدا ہوئے۔ یہ امور (انتسابات) زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ ان میں سے کسی چیز سے بھی رمق برابر فخر حاصل نہیں ہوا۔ برخلاف اس کے کہ ہر چیز آپ کے قدموں سے مفتخر اور مشرف ہوتی ہے"۔

تبصرہ: خط کشیدہ جملوں میں "یہ امور (انتسابات) زیادہ اہمیت نہیں رکھتے کیونکہ ان میں سے کسی چیز سے رمق برابر فخر حاصل نہیں ہوا" کہنا گستاخی، بے ادبی اور تخفیف شان رسالت شمار کی جاتی ہے اس پیراگراف میں آٹھ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ جن میں سے۔

الف: چار چیزیں ۱، دن، ۲، تاریخ، ۳، مہینہ ۴، سنہ، کا تعلق۔ زمانہ سے ہے۔

ب: ملک اور مقام کا تعلق۔۔ علاقہ سے ہے۔

ج: قوم اور خاندان کا تعلق۔۔ قبیلہ اور نسب سے ہے۔

مضمون نگار نے "رمق برابر فخر حاصل نہیں ہوا" کہہ کر ان تمام امور انتسابات کی شرافت، بزرگی اور افتخار کی کاملاً نفی کر دی۔ ایسا کرنا بہت بڑی گستاخی ہے۔ شریعت کی نظر میں آپ کی کسی بھی نسبت کی تخفیف بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تخفیف شمار کی جاتی ہے۔

اہل علم پر روشن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا زمانہ، ملک و مقام خاندان، قبیلہ حسب نسب کے بارے میں تمام علماء امت اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولات باسعادت سب سے بہتر زمانے، سب سے اشرف و معزز مقام پر ہوئی اور آپ سب سے بہتر قوم، سب سے بہتر خاندان میں پیدا ہوئے آپ نے ان تمام انتسابات کو تحدیث نعمت کے طور پر بیشتر احادیث میں بیان فرمایا ہے زیادہ تفصیل میں گئے بغیر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف تصنیف "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" سے بلا تبصرہ چند سطور و احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ چھٹی فصل آپ کی نسبی شرافت اور

آپ کے شہر کی کرامت" وغیرہ کے عنوان سے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فصل۔ ۶

حسب نسب کی بلندی

آپ کے نسب کی شرافت شہر کی بزرگی اور پرورش پانے کا بیان

سرور کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب کی شرافت اور آپ کے شہر و جائے پیدائش کی عظمت محتاج بیان و دلیل نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی اشکال و اخفا ہے کیوں کہ آباؤ اجداد کے لحاظ سے فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام بنی ہاشم بلکہ جملہ قریش میں ممتاز اور سارے عرب میں شریف النسب اور معزز ترین ہیں۔ آپ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عظمت والا شہر ہے۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی قاضی القضاۃ حسین بن محمد الصدفی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے قاضی ابو الولید سلیمن بن حلف نے ان سے ابو عبد بن احمد نے ان سے ابو محمد سرخسی ابو الاسحق اور ابو الھیثم نے ان سے محمد بن یوسف نے ان سے محمد بن اسمعیل نے ان سے قتیبہ بن سعید نے۔ ان سے یعقوب بن عبد الرحمن نے انھوں نے عمر اور سعید المقبری سے سنا انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا۔

وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اولاد آدم کے زمانوں میں سے سب سے بہتر زمانہ میں مبعوث فرمایا گیا۔ یہاں تک کہ میں اس قرن میں ہوں۔ جس میں مجھے دیکھ رہے ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیر ھم من خیر قر نھم ثم تخیر القبائل فجعلنی من خیر قبیلہ ثم تخیر البیوت فجعلنی من خیر بیو تھم فانا خیر ھم نفسا و خیر ھم بیتا۔

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے لوگوں اور بہتر زمانے میں رکھا۔ پھر قبائل پر نظر انتخاب ڈالی تو بہتر قبیلے میں پیدا فرمایا۔ پھر گھرانوں پر نظر انتخاب ڈالی تو مجھے بہتر گھر میں پیدا فرمایا۔ پس میں ذاتی طور پر اور گھر کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہوں۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو چنا۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے چنا ہے۔ امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (المتوفی ۷۴ھ) کی روایت میں ہے جسے امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۳۱۰ھ نے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

ان اللہ عز وجل اختار خلقه فاختار منهم بنی آدم ثم اختار بنی ادم فختار منهم العرب ثم اختار العرب فختار منهم قریشا ثم اختار قریشا فاختار منهم بنی هاشم ثم اختار بنی هاشم فاختار نی منهم فلم ازل خیارا من خیار الا من احب العرب فبحبی احبهم ومن ابغض العرب فببغضی ابغضهم۔

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے بنی آدم کو چن لیا، پھر بنی آدم سے عرب کو چن لیا، پھر عرب سے قریش کو چن لیا۔ پھر قریش سے بنی ھاشم کو چن لیا۔ پھر بنی ھاشم سے مجھے چن لیا۔ پس میں ہمیشہ بہتر سے بہتر گروہوں میں رہا ہوں۔ سن لو، جو عرب والوں سے محبت رکھتا ہے تو مجھ سے محبت رکھنے کے باعث اور جو ان سے عداوت رکھتا ہے۔ تو مجھ سے عداوت رکھنے کے باعث۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان قریشا کانت نورا بین یدی اللہ تعالی قبل ان یخلق آدم بالفی عام یسبح ذالک النور و تسبح الملئکة بتسبیحه فلما خلق اللہ آدم القی ذلک النور فی صلبه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاهبطنی اللہ الی الارض فی

صلب آدم و جعلنی فی صلب نوح وقذف بی فی صلب ابراھیم ثم لم یزل الله تعالی ینقلنی من الاصلاب الکریمۃ و الارحام الطاہرۃ حتی اخرجنی بین ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط۔

بیشک یہ قریشی نبی، حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بارگاہ خداوندی میں نور تھا یہ نور اللہ کی تسبیح بیان کرتا تو فرشتے بھی اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو یہ نور ان کے صلب میں رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں رکھ کر زمین پر اتارا۔ پھر صلب نوح علیہ السلام میں حتی کہ صلب ابراہیم میں ڈالا پھر اللہ تعالیٰ نے اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل فرماتا رہا حتی کہ مجھے میرے والدین کریمین سے پیدا فرمایا۔ میرے آباو اجداد کبھی زنا کے نزدیک نہیں پھٹکے۔

اس حدیث کی صحت اس قصیدے سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرور کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں پیش کیا تھا۔

(کتاب الشفاء۔ بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تالیف ابو الفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۴۷۶ھ / ۱۰۸۳ء وفات ۵۴۴ھ / ۱۱۴۹ء) مترجمہ مولانا عبد الحکیم صاحب اختر شاہجہاں پوری ناشرین مفتی اعظم اکاڈمی، مدینہ مسجد ملتانی محلہ، گاندھی نگر، دہلی۔ ۳۱۔ سنہ طباعت ۱۹۹۴۔ بار اول۔)

الحاصل احادیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان، قبیلہ، قوم، نسل زمانہ ولادت وغیرہ کی شرافت اور بزرگی بیان فرما کر تحدیث نعمت فرما رہے ہیں۔

اب آپ ہی فیصلہ فرمائیے کہ متنازعہ مضمون نگار اکبر نظام الدین صابری کا یہ کہنا کہ "یہ امور انتسابات زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ان میں سے کسی چیز سے بھی رمق برابر فخر حاصل نہیں ہوا" اور اس میں خصوصاً رمق برابر والے الفاظ سراسر گستاخی اور استخفاف ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی شریف کے عین منافی ہیں۔

اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے بعد مضمون نگار یہ لکھتا ہے کہ۔

"برخلاف اس کے کہ ہر چیز آپ کے قدموں سے مفتخر اور مشرف ہوتی ہے"۔

اس نے یہ فقرہ صرف اپنے بچاؤ اور ڈھال کے طور پر اپنی مدافعت میں توہین کی شرعی سزا سے بچنے کے لئے پیش کیا ہے۔

دوسری قابل اعتراض عبارت کے جائزہ لینے سے پہلے ایک واقعہ

۱۱۔ اس موقع پر ایک شخص کے واقعہ کا ذکر یہاں بے محل نہ ہوگا۔ وہ پہلے مسلمان تھا بعد میں ارتداد کر کے مسیحی ہوگیا پھر تجدید ایمان کیا پھر مرتد ہوگیا وہ اس آیت کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا (۱۳۷ النساء ۴)

ترجمہ:۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر کفر میں اور بڑھے اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے نہ انہیں راہ دکھائے۔

اس نے کہا تھا کہ "بی بی مریم علیہا السلام کے حاملہ ہونے سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور گہوارہ میں اعلان نبوت سے لے کر آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے تک ہر ہر لمحہ کے واقعات قرآن مجید میں موجود ہیں۔ بلکہ بی بی مریم کے وضع حمل وغیرہ کے واقعات بھی قرآن مجید میں آئے ہیں۔ لیکن اسی قرآن پاک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا کہیں ذکر نہیں فرمایا گیا۔ اس سے تو ہمارے عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ (معاذ اللہ الف الف معاذ اللہ) عظمت کہاں ظاہر ہوتی ہے اگر آپ کی ولادت کا بیان اہمیت رکھتا تو ضرور قرآن مجید میں ذکر آتا" الامان والحفیظ۔

اس واقعہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس مرتد کی باطنی خباثت بھری عبارت کو سامنے رکھ کر یہ عبارت پڑھئے۔

"اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان زیادہ اہمیت رکھتا ہے آیا آپ حسین وخوبصورت ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ کیا تھا۔ قد کیا تھا۔ نہ اس کی اہمیت ہے۔ باوجود اس کے آپ صلعم حد درجہ خوبصورت تھے مگر کہیں قرآن پاک میں حضور کے حسن کا

ذکر نہیں فرمایا گیا۔ جبکہ اسی قرآن میں یوسف علیہ السلام کے حسن صورت کی تعریف میں کئی صفحات نازل کیے گئے۔"

(مولفہ اکبر نظام الدین حسینی صابری، سجادہ نشین درگاہ شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ و موجودہ امیر جامعہ نظامیہ، حیدرآباد، شائع شدہ روزنامہ سیاست ۱۲/ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۹/ جولائی ۱۹۹۶ء۔ میلاد النبی سپلمنٹ صفحہ اول)

ذرا غور کیجئے تو روش اعتراض اور طرز گفتگو سے اندازہ ہو جائے گا کہ کس کے منہ میں کس کی زبان بول رہی ہے۔

تعجب تو اس بات کا ہے کہ جملے اس مرتد کے نہیں ہیں جو اسلام چھوڑ کر مسیحی ہو گیا تھا بلکہ اس مضمون نگار کے ہیں جو حضرت شاہ خاموش کا رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین ہے اور مرکز علم دین جامعہ نظامیہ کے عہدہ جلیلہ (امیر جامعہ) پر براجمان ہے۔ اس کے یہ جملے روزنامہ سیاست میں میلاد النبی سپلمنٹ میں دو مرتبہ شائع ہو چکے ہیں۔

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ مضمون نگار اپنے ان جملوں سے کیا ثابت کرنا چاہتا ہے ؟ آیا یہود کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے یا کوئی اور بات ہے ؟ اس مقام پر ہماری عقل دنگ اور فہم حیران ہے۔ حضرت سید افتخار علی شاہ وطن قدس سرہ نے بالکل درست فرمایا تھا۔

خواہان یار جاتے ہیں اغیار کی طرف
گل دیکھنے کو آئے چلے خار کی طرف

متنازعہ مضمون نگار کی ان مذکورہ عبارتوں کے پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یا تو واقعتاً کم سواد ہے یا پھر دانستہ طور پر منظم طریقہ سے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں معاذ اللہ گستاخی پر تلا ہوا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کے بارے میں صفحات نازل کئے گئے کہنے سے ممکن ہے کہ اس کا اشارہ سورہ یوسف کی طرف ہی ہو۔ اس لحاظ سے مضمون نگار کی قرآن مجید سے بے تعلقی اور دوری کا صاف اظہار ہوتا ہے۔ اگر اس نے زندگی بھر میں کبھی قرآن مجید کی تلاوت کی ہوتی تو چھبیسویں پارہ میں ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی سے موسوم سورہ محمد بھی اسے ضرور نظر آتا

آنچہ ما کردیم بر خود ہیچ نابینا نکرد

درمیان خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

ترجمہ: ہم نے اپنے آپ پر ایسا ظلم کیا کہ کسی نابینا نے بھی نہ کیا۔ اپنے گھر میں رہتے ہوئے صاحب خانہ کو کھو بیٹھے)

جوابات

پہلے اعتراض کا جواب:

چونکہ یہودیوں نے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں پر معاذ اللہ تہمتیں باندھی تھیں جس سے دونوں کی توہین ہوتی تھی اور دوسری جانب عیسائیوں نے خود توحید کے عقیدہ کو باطل کرتے ہوئے حضرت بی بی مریمؑ کو معاذ اللہ خدا کی بیوی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا قرار دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نفخ روح سے لے کر بی بی مریمؑ کے حمل اور وضع حمل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پاک اور انتہا یہ کہ آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے تک کے واقعات کو بھی قرآن مجید میں بیان فرمادیا۔ تاکہ

ایک طرف تو الزامات یہود کی تردید ہوجائے اور ساتھ ہی ساتھ بی بی مریم کی عفت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت بھی ثابت کردی جائے اور دوسری جانب عیسائیوں کے مشرکانہ عقیدہ تثلیث کی بھی تردید ہوجائے۔

چونکہ ہمارے آقا و مولیٰ فداہ ارواحنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے بارے میں کوئی اعتراض ہی نہ تھا تو پھر کس بات کی صفائی اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیش فرمائی جاتی؟

دوسرے اعتراض کا جواب:

یہی حال دوسرے اعتراض کا بھی ہے۔ ایسے میں جبکہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں کوئی اعتراض ہی نہ تھا اور نہ معاذ اللہ کوئی الزام کہ جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن مجید میں اس کا جواب آتا۔

ہاں!
جہاں کہیں کفار و مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنے دیئے اور جہاں جہاں جھوٹے الزامات لگائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا ہے۔ جیسے آپ کی اولاد نرینہ کے زندہ نہ رہنے پر کفار و مشرکین نے رکیک طعنہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب سورہ کوثر نازل فرما کر دیا اور ان کا رد فرمایا۔

اسی طرح جب کفار و مشرکین نے آپؐ کو معاذ اللہ مجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ قلم نازل فرمائی اور ان کا رد فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ

ن والقلم ومایسطرون ○ ن۔ قلم اور اس کے لکھے کی قسم

ماانت بنعمہ ربک بمجنون ○ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔

وان لک لا اجرا غیر ممنون ا ۔ اور ضرور آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے

وانک لعلی خلق عظیم ا ۔ اور بیشک آپ کی خو بو بڑی شان کی ہے۔

فستبصر ویبصرون ○ سو عنقریب اب آپ بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔

بایکم المفتون ○ کہ تم میں کون مجنون تھا

ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین ○
بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے۔

فلا تطع المکذبین ○ تو آپ کسی جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا

ودوالو تدھن فید ھنون ○ وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ تم کسی طرح نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔

ولا تطع کل حلاف مھین ○ اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا

ھماز مشاء بنمیم ○ ذلیل بہت طعنے دینے والا ہے چغل خور

مناع للخیر معتد اثیم ○ بھلائی سے بڑا روکنے والا

عتل بعد ذلک زنیم ○ درشت خو، اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (یعنی حرام زادہ)

ان کان ذا مال وبنین ○ اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے

اذا تتلی علیہ ایاتنا قال اساطیر الاولین اسنسمہ علی الخرطوم ○
جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے اگلوں کی کہانیاں ہیں قریب ہے کہ اس کی

سور کی سی تھوتنی پر داغ دیں گے۔ (آیات ۱ تا ۱۷ ک القلم ۶۸)

واقعہ یہ ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جاکر کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے حق میں دس باتیں فرمائی ہیں۔ نو (۹) کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن ماردوں گا۔ اس پر اس کی ماں نے کہا کہ ترا باپ نا مرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا، تو اس سے ہے۔

فائدہ: ولید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک جھوٹا کلمہ کہا تھا "مجنون" اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دس واقعی عیوب ظاہر فرمادیئے۔ اس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور شان محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوتی ہے۔ (صفحہ ۸۲۰ حاشیہ سورہ القلم) مولانا نعیم الدین مرادآبادی و دیگر تمام مفسرین نے یہی لکھا ہے۔ یہ دس نشانیاں ان لوگوں کی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں اور تنقیص وغیرہ کیا کرتے ہیں۔)

اسی لئے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان زند

ترجمہ: "جب خدائے تعالیٰ کسی کی عزت و ناموس کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو اس کی طبیعت کو پاک لوگوں (یعنی انبیاء، اولیاء وغیرہ) کے بارے میں طعنہ زنی کی جانب مائل کر دیتا ہے"۔

جب کفار و مشرکین نے آپؐ کو معاذ اللہ مسحور وغیرہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو نقل فرماکر اگلی آیت میں ان کارد فرمایا۔

اذ یقول الظالمون ان یتبعون الا رجلا مسحورا ○

جب کہ ظالم کہتے ہیں پیچھے نہیں چلتے مگر ایسے مرد کے، جس پر جادو ہوا۔

انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا ○ (۴۸۔۴۷ بنی اسرائیل ۱۷)

ترجمہ:۔ (اے حبیب) دیکھو انہوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں سو یہ لوگ گمراہ ہوئے کہ راہ

نہیں پاسکتے۔

اسی طرح ایک مرتبہ یہ ہوا کہ چند روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہ آئی تو کفار نے طعن کے طور پر کہا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا۔ اس پر سورہ والضحیٰ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ان کفار کے طعن کا رد فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

والضحی ○ والیل اذا سجی ○ ماودعک ربک وماقلی ○

(۳،۲،۱، ک والضحی، ۹۳)

ترجمہ:۔ چاشت کی قسم اور رات کی جب وہ پردہ ڈالے کہ آپ کے رب نے آپ کو نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا

مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ "بعض مفسرین نے فرمایا چاشت اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے عنبریں کی طرف (روح البیان صفحہ ۸۶۹، حاشیہ تفسیر سورۃ والضحیٰ)

قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ اور طبقہ اول کے تمام مفسرین نے بھی آپ سے صدیوں پہلے یہی تفسیر فرمائی ہے۔

اور یہی بات علامہ جامی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی پر نور محبت بھری نعت میں فرماتے ہیں۔

بہ وصف رخش والضحیٰ گشت نازل
والیل بر زلف و خال محمد

ترجمہ: والضحیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور اور واللیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زلف وخال مبارک کی شان میں نازل ہوا۔

غور فرمایئے! جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس اور گیسوئے عنبریں کی قسم قرآن مجید میں یاد فرمائی تو اب متنازعہ مضمون نگار، کون سے حسن کے تذکرہ کا طلبگار ہے۔ جو اسے قرآن مجید میں نظر نہیں آتا؟

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ مضمون نگار حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا تذکرہ قرآن مجید سے ثابت کرتے ہوئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن بے مثال کے قرآن مجید میں عدم تذکرہ پر زور دے کر، ہمارے سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کونسی

فضیلت ثابت کرنا چاہتا ہے؟ سوائے اس کے کہ قرآن مجید کو آڑ بنا کر حسن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ تخفیف کی جائے۔ حضرت شیخ سعدی نے کیا خوب کہا

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمہ آفتاب راچہ گناہ

ترجمہ (اگر چمگادڑ کی آنکھ والا روشن دن میں نہ دیکھ سکے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور ہے)

تب ہی تو مضمون نگار آگے رقمطراز ہے۔

(قرآن عزیز میں ذات ستودہ صفات کا تذکرہ آیا ہے تو زور قلم سیرت مبارکہ کی تعریف پر صرف کیا گیا)

اس فقرہ کو غور سے پڑھئے اس میں ایک جانب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کی معاذ اللہ تخفیف ہو رہی ہے تو دوسری جانب "قرآن مجید" کے حق میں "زور قلم" کے الفاظ استعمال کرنے سے قرآن کے وحی ہونے کا معاذ اللہ انکار ظاہر ہوتا ہے

اس طرح کے اعتراضات یا تو یہود و نصاریٰ، آریا سماجی وغیرہ جیسے اسلام دشمن عناصر کیا کرتے ہیں یا پھر فرقہ ہائے باطلہ اہل قرآن وغیرہ کا وطیرہ رہا ہے۔ وہ ہر بات پر قرآن قرآن کہتے ہیں۔ اور حدیث کا انکار کرتے ہیں یا پھر حدیث کو مان بھی لیں تو ضعیف اور غیر صحیح وغیرہ کہکر اہانت رسول پر کمربستہ رہتے ہیں جیسے اہل حدیث ڈاکٹر یوسف القرضاوی وغیرہ۔

چوتھی اور پانچویں قابل اعتراض عبارت کا جائزہ:

مضمون نگار کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں "جاہل ملک، دیہاتی ماحول وغیرہ میں پرورش پائے ہوئے" کہنا گستاخی ہے۔ ان جملوں سے آپ کی کوئی بزرگی ظاہر نہیں ہوتی بلکہ تخفیف شان صاف نظر آتی ہے۔ ان عبارات کی رد میں بھی سینکڑوں دلائل اور بے شمار صفحات تحریر کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہاں صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دیہات کو روانہ کر دینا یہ خالص عرب کے قاعدہ کے مطابق تھا۔ معاذ اللہ جنگلی ماحول میں پرورش کے لئے نہیں اس میں دوسری حکمت یہ تھی کہ دیہاتی عرب بدوؤں کا ٹھیٹ اور بہتر عربی لب و لہجہ ہوتا تھا۔ برخلاف اس کے شہروں کی زبان مسافروں، تاجروں اور زائرین وغیرہ کی آمد و رفت سے متاثر

ہو جاتی تھی۔ اس اختلاط زبان سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دست منتقل کیا گیا۔

متنازعہ مضمون نگار کا یہ کہنا کہ اس سے بھی (یعنی شہر مکہ سے بھی) قدرتا دور کیا گیا عجیب فلسفہ معلوم ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مضمون نگار کو تاریخ اور اس کی مبادیات سے بھی کچھ واقفیت نہیں۔ یا پھر۔

مستند ہے میرا فرمایا ہوا

کے زعم باطل کا شکار ہے

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کی چشم کرشمہ ساز کرے

اس کے بعد مضمون نگار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے بدترین او گستاخانہ جملے تحریر کئے ہیں کہ حمیت لمانی اس کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتی۔ لکھا ہے۔

"ان حالات اور ایسے ماحول میں زندگی گذارے ہوئے شخص سے کبھی نیک چلنی کی بھی توقع کی جاسکتی ہے؟ چہ جائکہ رہبری کی امید ----- مگر اسی جاہل ملک اور قوم کا امی فرد صلی اللہ علیہ و سلم ہادی و رہبر بن کر ظاہر ہوا"۔

استغفر اللہ معاذ اللہ۔ اس جملہ کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے یہ جملہ کتنا گستاخانہ ہے۔ چاہے عوام اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں مگر زبان و ادب کے ماہرین پر خوب روشن ہے۔ مضمون نگار اس کی ہزار تاویلیں کرے۔ اس کے باجود صد بار قابل گرفت اور صد بار قابل مواخذہ ہے۔ اس کے اسلوب اور لب و لہجہ کو دیکھئے۔ اس کے بعد والا جملہ۔

("مگر اسی جاہل ملک اور قوم کا امی فرد صلی اللہ علیہ و سلم ہادی اور رہبر بن کر ظاہر ہوا")

توہین آمیز الفاظ کی پردہ پوشی کی بدترین کوشش ہے۔

رہ جاتا ہے آخری قابل اعتراض اقتباس، اس کا پہلا اور اس کے بعد والا یہ جملہ

"اگر امی علیہ السلام ان تعلیمات کو اپنی طرف منسوب فرماتے تو انکار کیا جاسکتا تھا۔ مگر آپ نے خود ان تعلیمات کو اپنی طرف منسوب نہیں فرمایا"۔

ایک مومن کا ایمان یہ تقاضہ کرتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن تعلیمات کو اپنی جانب منسوب فرمائیں انہیں بلاچون وچرا من وعن قبول کر لے۔ انکار نہ کرے۔ اگر انکار کرے گا تو کفر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا ○ (آیت ۷، م الحشر ۵۹)

ترجمہ اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تعلیمات کو اپنی جانب منسوب فرمایا۔ یا عطا فرمائیں یہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ ان کا انکار شریعت کی نظر میں کفر ہے کفر ہے کفر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور منسوبات کا انکار کر سکنا یا کوئی انکار کی معاذاللہ گنجائش نکالنا یہ مضمون نگار کی۔۔۔۔

ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر ایمان لایا ہے اور آپ کی تعلیمات کو من وعن قبول کرتے ہیں۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کو آپ کی زبان مبارک سے اور آپ ہی سے جانا ہے۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اسی طرح علامہ اقبال نے بھی کیا خوب کہا ہے۔

بمصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بو لہبی است

مشہور واقعہ ہے۔ جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ نے اس واقعہ (معراج) کا ذکر اپنے بعض اصحاب کرام کے سامنے کیا۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہیں تشریف لے گئے تھے۔ راستہ میں کہیں آپ سے ابو جہل کی ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا سنو! تمہارے نبی کہہ رہے ہیں کہ انہیں معراج ہوئی ہے اور آسمانوں کی سیر کر کے آئے ہیں اور انہیں اللہ کا دیدار ہوا وغیرہ وغیرہ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کون کہتے ہیں۔ ابو جہل نے کہا تمہارے محمد کہتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا تو وہ سچ ہی کہتے ہیں۔ حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں بعد میں پہنچتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر ایک مسلمہ دشمن رسول کی زبان

سنکر بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب واقعہ کا انکار نہیں کیا بلکہ تصدیق کی اور صدیق اکبر کہلائے۔
اگر کوئی شخص اپنی باطنی خباثت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب تعلیمات میں انکار کی گنجائش پیدا کرے یا اس جیسے امکانات پیدا کر سکنے کا مرتکب ہوتا ہے جیسا کہ متنازعہ مضمون نگار نے کیا ہے تو وہ مسلمان کب باقی رہ سکتا ہے؟

آخری بات:۔

اس متنازعہ مضمون کے شروع سے آخر تک "اسلوب بیان" کو غور سے دیکھئے آیا روش تحریر بے باکی، بے ادبی، گستاخانہ اور نامناسب الفاظ اور جملوں سے بھرپور نہیں؟ جہاں تک انداز گفتگو اور اسلوب بیان کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ محمد میں منافقین کے اسلوب بیان کے بارے میں اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔

ام حسب الذین فی قلوبھم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانھم ○ ولو نشاء لارینکھم فلعرفتھم بسیمھم - ولتعرفنھم فی لحن القول - واللہ یعلم اعمالکم ○ (آیت ۲۹،۳۰ م محمد ۴۷) کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے چھپے بیر کو ظاہر نہ فرمائے گا۔ اگر ہم چاہیں تو (اے حبیب) تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب سے پہچان لوگے اور اللہ تعالیٰ تمہارے عمل جانتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے دلوں میں چھپے بیر کی پہچان کے لئے "لحن القول" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جو کسوٹی ہے قلبی کیفیات کی "لحن القول" کی تعریف میں انداز بیان، اسلوب، طرز تحریر اور اس کے تیور یعنی لب ولہجہ وغیرہ سبھی آجاتے ہیں اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے باکانہ گفتگو، خلاف ادب اور گستاخانہ باتیں کرے۔ اس کا کوئی بھی طریق کیوں نہ ہو۔ وہ فوری ظاہر ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اہل سنت والجماعت کا ایک عام آدمی بھی بدعقیدہ اور گستاخ لوگوں کو ان کے چہروں اور کلام دونوں ہی سے فوراً پہچان لیتا ہے۔

لہٰذا مضمون نگار کی عبارتوں کو "لحن القول" کے معیار پر دیکھا جائے تو طرز گفتگو و

نگارش قابل گرفت وقابل مواخذ ہو جاتی ہے۔

یہاں یہ بات ص بار قابل ذکر ہے کہ جامعہ نظامیہ کے موجودہ مفتیان کرام جنہوں نے مضمون نگار کو بچانے کے لئے یہ فتویٰ صادر کیا ہے کہ مذکورہ مضمون سے کوئی گستاخی ظاہر نہیں ہوتی لہذا اس کے قائل (یعنی کہنے والے) کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن مولانا مفتی خلیل احمد صاحب جو سابق میں مسند افتاء پر فائز تھے اور آج وہ شیخ الجامعہ ہیں۔ انہوں نے ۱۹/اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز شنبہ خانقاہ صابریہ واقع فرحت نگر حیدرآباد کے اسی مضمون پر دیئے گئے فتاویٰ وغیرہ کا جائزہ لینے اور مسئلہ کی یکسوئی کے لئے بلائے گئے علماء و مشائخ کے ایک اہم اجلاس میں موجودہ مفتی صاحب کی دفاع میں مختصر سی تقریر کرتے ہوئے بڑے ہی سنجیدہ اور متاسفانہ انداز میں دو الفاظ ادا کئے جو بہت اہم ہیں۔

انہوں نے کہا کہ "یہ سچ ہے کہ اس مضمون کا اسلوب جدید ہے اور چند نامناسب الفاظ بھی آگئے ہیں۔"

میری گذارش ہے کہ اسی "اسلوب بیان اور چند نامناسب الفاظ" کو پیش نظر رکھ کر جامعہ نظامیہ سے جاری شدہ فتویٰ کو منسوخ و رجوع کرتے ہوئے دوسرا صحیح فتویٰ جاری کریں تاکہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے اور آپ سے محبت کا حق ادا ہوسکے اور جامعہ نظامیہ کی سابقہ ساکھ بحال کرنے میں مدد ملے۔

یاد رہے کہ شیخ الاسلام حضرت انوار اللہ قدس سرہ، بانی جامعہ نظامیہ نے بھی اپنی بیشتر تحریرات میں اشارۃً یا کنایۃً تخفیف شان کو کفر قرار دیا ہے۔

جیسا کہ یہود جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ سے کہتے راعنا یعنی ہماری رعایت کیجئے۔ ہماری سنیئے، والا واقعہ قابل ذکر ہے۔ تفسیر جلالین وغیرہ میں لکھا ہے کہ بزبان عربی راع معنی چرواہا اور راعنا کے معنی "ہمارے چرواہے" ہوتے ہیں یہود کے دل میں تو توہین مراد تھی لیکن زبان سے ذو معنی لفظ بول رہے تھے۔

دیکھئے کہ مضمون نگار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بکریاں چراتے گذر گئی کہا ہے کیا اس میں اہانت نظر نہیں آتی؟

بانی جامعہ نظامیہ نے اس واقعہ پر احادیث بیان فرما کر کتنے اہم نکات بیان فرمائے ہیں

"واخرج ابن جریرو ابن امندزعن السدی قال کان رجلان من الیہود مالک بن مالصیف درفاعتہ بن زید القیا النبی صلی اللہ علیہ و سلم قالالہ و ہما یکلمانہ راعنا سمعک و اسمع غیر مسمع فظن المسلمون ہذاشی کان اہل الکتاب یعظمون انبیاءہم فقالوا للنبی صلی اللہ علیہ و سلم ذلک فانزل اللہ یا ایہا الذین آمنو الاتقولو راعنا الایہ و اخرج ابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس افی قولہ لاتقولوا راعنا ذلک انہ سب بلغۃ الیہود فقال تعالی قولو انظرنا یرید سمعتموہ فقال امو منون بعد ہا من یقولہا فاضربو اعنقہ فانتہت الیہود و بعد ذلک ○ ترجمہ ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ بعض یہود جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرے تو اثنائے کلام میں لفظ راعنا کہا کرتے تھے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے بات کی مراعات کیجے اور سماعت فرمایئے۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ شاید یہ کوئی عمدہ بات ہے اور اہل کتاب اسکو انبیاء کی تعظیم میں کہا کرتے ہیں اس لئے اس کا استعمال شروع کیا۔ مگر اس وجہ سے کہ یہ کلمہ لغت یہود میں دشنام کے محل میں بھی مستعمل تھا حق تعالیٰ نے اس سے منع فرمادیا۔ پھر تو مسلمانوں نے یہ حکم دیدیا کہ جس سے یہ کلمہ سنو اسکی گردن ماردو۔ اور اس کے بعد پھر کسی یہودی نے یہ کلمہ نہ کہا انتہیٰ ملخصاً۔

حاصل یہ کہ ہرچند صحابہ اس لفظ کو نیک نیتی سے تعظیم کے محل میں استعمال کیا کرتے تھے مگر چونکہ دوسری زبان میں گالی تھی حق تعالیٰ نے اس کے استعمال سے منع فرمادیا۔ اب یہاں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس لفظ میں کنایۃً توہین مراد نہ تھی بلکہ صرف دوسری زبان کے لحاظ سے استعمال اس کا ناجائز ٹہرا تو وہ الفاظ ناشائستہ جس میں صراحۃً کسر شان ہو کیوں کر جائز ہوں گے اگر کوئی کہے کہ مقصود ممانعت سے یہ تھا کہ یہود اس لفظ کو استعمال نہ کریں تو ہم کہیں گے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ نہی صراحتہ خاص مومنین کو ہوئی جن کے نزدیک یہ لفظ محل تعظیم میں مستعمل تھا اس میں نہ یہود کا ذکر ہے نہ ان کی لغت کا۔ اگر صرف یہی مقصود ہوتا تو مثل اور ان کی شرارتوں کے اس کا ذکر بھی یہیں ہو جاتا صرف مومنین کو مخاطب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے الفاظ نیک نیتی سے بھی استعمال کرنا درست نہیں اس پر سزا اسکی یہ ٹھیرائی گئی کہ جو شخص یہ لفظ کہے خواہ کافر ہو یا مسلمان اس کی گردن ماردی جاوے بالفرض اگر کوئی مسلمان بھی یہ لفظ

کہتا تو اس وجہ سے کہ وہ حکم عام تھا بیشک مارا جاتا اور کوئی یہ نہ پوچھتا کہ تم نے اس سے کیا مراد لی تھی۔

اب غور کرنا چاہیئے کہ جو الفاظ خاص توہین کے محل میں مستعمل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کرنا خواہ صراحتہ ہو یا کنایہ کس درجہ قبیح ہوگا اگر صحابہ کے روبرو جن کے نزدیک راعنا کہنے والا مستوجب قتل تھا۔ کوئی اس قسم کے الفاظ کہتا تو کیا اس کے قتل میں کچھ تامل ہوتا یا یہ تاویلات باردہ مفید ہو سکتیں؟ ہرگز نہیں۔

مگر اب کیا ہو سکتا ہے سوائے اسکے اس زمانہ کو یاد کر کے اپنی بے بسی پر رو دیا کریں۔ اب وہ پرانے خیالات والے پختہ کار کہاں جنکی حمیت نے اسلام کے جھنڈے مشرق و مغرب میں نصب کر دئے تھے۔ ان خیالات کے جھلملاتے ہوئے چراغ کو آخری زمانہ کی ہوا دیکھ نہ سکی غرض میدان خالی پاکر جس کا جی چاہتا ہے کمال جراءت کے ساتھ کہدیتا ہے۔ پھر اس دلیری کو دیکھئے کہ جو گستاخیاں اور بے ادبیاں جو قابل سزا تھیں۔ انھیں پر لمان کی بنا قائم کی جارہی ہے جب لمان یہ ہو تو بے ایمانی کا مضمون سمجھنے میں البتہ غور و تامل درکار ہے۔

(صفحہ ۲۴، ۲۳، ۲۲۲ انوار احمدی، مصنفہ شیخ الاسلام محمد انوار اللہ فاروقی علیہ الرحمہ، بانی جامعہ نظامیہ)

اسی طرح مقاصد الاسلام میں اور دیگر مقامات پر آپ نے مختلف روایات کے ساتھ واضح طور پر تحریر فرماتے ہیں۔

ماحصل ان روایات کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے اگرچہ تنقیص شان کنایۃ ہو۔ اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد قصداً نہ تھا۔ اگر عمدہ چیزیں ملتیں تو آپ کھاتے۔ ایسے شخص کا بھی قتل واجب ہے۔

ان روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ ہر چند کوئی اسلام ظاہر کرے مگر جب قرائن مذکور اس میں پائے جائیں تو وہ کافر سمجھا جائے گا اور اس کا یہ کہنا کہ میں مسلمان ہوں یا شعائر اسلام اس سے ظاہر ہوں کچھ مفید نہ ہوگا"۔

(صفحہ ۳۷، ۱۳۶، مقاصد الاسلام جلد اول از بانی جامعہ نظامیہ)

جامعہ نظامیہ کا موقف

(۱) ۲۹ / جولائی ۱۹۹۶ء کو اکبر نظام الدین صابری (امیر جامعہ نظامیہ) کا گستاخانہ مضمون روزنامہ سیاست میں شائع ہوا۔

(۲) ۱۴ / اگست ۱۹۹۶ء کو بعض لوگوں کی توجہ دہانی پر انہوں نے غلط فہمی سے رجوع کیا نہ کہ کفریہ عبارات سے۔ یہ بھی روزنامہ "سیاست" میں شائع ہوا۔
(۳) ۱۲ / اکٹوبر ۱۹۹۶ء کو (الف) جامعہ منظر اسلام بریلی شریف (یو۔پی) اور (ب) جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یو۔پی) سے مذکورہ مضمون کی عبارتوں پر کفر کا فتویٰ روزنامہ "ساز دکن" حیدرآباد میں شائع ہوا۔ اور اس کے قائل (یعنی مضمون نگار کو کافر قرار دیا اور اس سے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا مطالبہ کیا گیا۔ اس کے کافر نہ ماننے والے کو بھی کافر کا فتویٰ دیا گیا۔
(۴) ۱۶ / اکٹوبر ۱۹۹۶ء کو ہماری جامعہ نظامیہ کے مفتیان کرام نے (جن کے نام معلوم نہیں) مذکورہ مضمون کی عبارتوں پر عدم کفر اور قائل (یعنی مضمون نگار) کے عدم کفر کا فتویٰ دیا۔
خلاصہ یہ کہ:
(ا)۔ مضمون نگار اس وقت امیر جامعہ ہیں۔
(ب)۔ مستفتی (یعنی فتویٰ طلب کرنے والا۔ سائل) معتمد جامعہ ہیں۔
(ج)۔ مفتی (یعنی فتویٰ دینے والے حضرات) اس جامعہ کے ملازم ہیں
(۵) ۱۹ / اکٹوبر ۱۹۹۶ء کو خانقاہ صابریہ فرحت نگر حیدرآباد کے علماء و مشائخ کے اجلاس میں مولانا مفتی عبدالجلیل صاحب فاضل جامعہ نظامیہ نے فرمایا کہ جامعہ نظامیہ کا فتویٰ متاثر ہے۔ اسی اجلاس میں مولانا مفتی خلیل احمد صاحب، شیخ الجامعہ نظامیہ اپنی ابتدائی وضاحتی تقریر میں اس بات کا اعتراف کیا کہ مذکورہ مضمون کا اسلوب جدید ہے۔ اور چند نا مناسب الفاظ آگئے ہیں۔
(۶) ۲۰ / اکٹوبر ۱۹۹۶ء کو مولانا مفتی خلیل احمد صاحب، شیخ الجامعہ نظامیہ نے، مولانا مفتی عبدالجلیل صاحب فاضل جامعہ نظامیہ کے مذکورہ ریمارکس پر اظہار افسوس کیا اور کہا کہ انہیں ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا اور ساتھ میں یہ بھی کہا کہ جامعہ نظامیہ کفر کا فتویٰ دینے میں ہمیشہ محتاط رہا ہے۔ یہ دونوں باتیں روزنامہ "رہنمائے دکن" میں شائع ہو چکی ہیں۔
الحاصل: حضرت شیخ الجامعہ مولانا مفتی خلیل احمد صاحب کا یہ فرمانا بالکل بجا ہے کہ جامعہ نظامیہ کفر کا فتویٰ دینے میں محتاط رہتا ہے۔ تو ہونا بھی ایسا ہی چاہئے کہ بلا تحقیق کسی پر کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے البتہ جب کفر ثابت ہو جائے تو کفر کو کفر کہنے میں تامل کرنے سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان (اچھی زبان سمجھ کر) ویسی ہی زبان استعمال کرنا شروع کر دیں گے

جیسی کہ اکبر نظام الدین صابری، امیر جامعہ نظامیہ نے استعمال کی ہے۔ اور سارا معاشرہ موصوف کی پیروی کرنے لگے گا اور نہ جانے کتنے لوگ من شک فی کفرہ فقد کفر (جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے) کی زد میں آجائیں گے۔ اس کا وبال کس پر ہوگا؟ لہذا ارباب جامعہ نظامیہ خصوصاً شیخ الجامعہ اور مفتیان جامعہ اور ان کے معاونین وغیرہ اپنے سابقہ ۱۶/ اکٹوبر ۱۹۹۶ء والے فتویٰ کو منسوخ کرکے دوسرا فتویٰ جاری کریں اور بانی جامعہ نظامیہ شیخ الاسلام حضرت محمد انوار اللہ فاروقیؒ کے منشاء اور ارشادات کے مطابق خود کو ڈھالیں۔

ضروری بات

۱۴/ اگسٹ ۱۹۹۶ء کو اکبر نظام الدین صابری صاحب، امیر جامعہ نظامیہ نے جو درمیانی قسم کا غلط فہمی سے رجوع والا بیان دیا تھا اگر اسے رجوع مان لیا جائے تو انہوں نے کس سے رجوع کیا تھا۔ (ا) کفر سے یا (ب) غلط فہمی سے۔

جامعہ نظامیہ اس وضاحت کو جو روزنامہ سیاست میں ۱۴/ اگست ۱۹۹۶ء کو شائع ہوئی تھی اگر مان لیتا ہے تو جامعہ کا فتویٰ بے معنیٰ ہو جاتا ہے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ اسی وضاحت پر روزنامہ سیاست وغیرہ تکیہ کر رہے ہیں چنانچہ ۵/ نومبر ۱۹۹۶ء کے اداریہ میں بھی یہی تاثر دیا گیا کہ مسئلہ ختم ہو گیا۔ حالانکہ یہ بات حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ جاننا چاہئے کہ مسئلہ اپنی جگہ برقرار ہے اگر اکبر نظام الدین صابری توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرلیں تو مسئلہ کا ایک پہلو حل ہوگا اور اصل مسئلہ اپنی جگہ برقرار رہے گا وہ یہ ہے کہ جامعہ نظامیہ اپنے ۱۶/ اکٹوبر ۱۹۹۶ء والے فتویٰ کو رجوع اور منسوخ کرکے اہل سنت والجماعت کے مسلک بانی جامعہ کے مطابق دوسرا فتویٰ جاری کرے۔

مذکورہ وضاحت میں مضمون نگار کا یہ کہنا کہ "مجھے یہ ہرگز گوارا نہیں کہ میرے مضمون سے غلط فہمی ہو اس لئے رجوع کرتا ہوں وغیرہ"۔

شریعت کی رو سے ان کے کہے ہوئے الفاظ غلط فہمی نہیں بلکہ گستاخی ہیں۔ غلط فہمی سے رجوع اور گستاخی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور گستاخی کفر ہے۔ گستاخی اور کفر کو غلط فہمی کہنا "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے زمرہ میں آتا ہے۔

اگر مضمون نگار یہ کہتا کہ "مجھے یہ ہرگز گوارہ نہیں کہ میرے مضمون کے کسی بھی گوشہ سے معاذ اللہ اشارتاً یا کنایتاً عمداً یا سہواً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت یا تخفیف ہو۔ لہذا میں میرے مذکورہ مضمون کی ناشائستہ و بے باکانہ زبان اور اسلوب نگارش اور اس کی کفریہ عبارتوں وغیرہ سے توبہ کرتا ہوں اور تجدید ایمان کرتا ہوں وغیرہ" تو بات درست ہوتی، ورنہ کسی نے کیا خوب کہا ہے

شکنجہ میں کستا ہے وہ ڈھیل دے کر
کہ ہے بے پناہ اس کی شان جلالی

مجھے امید ہے کہ میری تحریر کردہ سطور بالا سے انشاء اللہ نہ صرف قارئین، عامۃ المسلمین، علماء و مشائخ، دانشوروں اور ماہرین زبان پر بلکہ موجودہ مفتی صاحبان اور ان کے نائبین و معاونین سب کو گستاخانہ عبارتیں سمجھنے میں مدد ملے گی۔ ورنہ ہماری اہل سنت والجماعت کی متاع عزیز جامعہ نظامیہ پر "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" صادق آئے گا

بانی جامعہ نظامیہ حضرت مولانا محمد انوار اللہ فاروقی قدس سرہ کا یہ ارشاد یادرہے۔

> "اگر صحابہؓ کے روبرو جن کے نزدیک راعنا کہنے والا مستوجب قتل تھا۔ کوئی اس قسم کے الفاظ کہتا تو کیا اس کے قتل میں تامل ہوتا۔ یا تاویلات باردہ (Fruit Full) مفید ہوسکتیں؟ ہرگز نہیں"۔
>
> (انوار احمدی صفحہ ۲۲۴ از بانی جامعہ نظامیہ۔ اشاعۃ العلوم، جامعہ نظامیہ حیدرآباد)

آج ہماری جامعہ نظامیہ کے ذمہ داروں شیوخ، اساتذہ، طلبہ، مسلمانان دکن، سبھی کو اس امر پر سنجیدگی سے غور کرکے فیصلہ کرنا اور مفتیان کرام کو فتویٰ صادر کرنا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید، جنید و بایزید اینجا

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبیست

وماعلینا الا البلاغ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے

ربنا علیک توکلنا و الیک انبنا والیک المصیر ○ ربنا لا تجعلنا فتنة للذین کفروا واغفر لنا ربنا انک انت العزیز الحکیم ○ (آیت ۵، ۴ ک الممتحنہ ۶۰)۔

آمین۔ بجاہ سید المرسلین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین!

ترجمہ: ۔ اے ہمارے رب ہم نے تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے ۔ اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال (انہیں ہم پر غلبہ نہ دے کہ وہ اپنے آپ کو حق پر گمان کرنے لگیں) اور ہمیں بخشدے ۔ اے ہمارے رب بیشک تو ہی عزت و حکمت والا ہے ۔ ہماری دعا کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل قبول فرما۔ اور درود ہو سیدنا محمد رسول اللہ پر جو تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں اور درود ہو ان کی آل اور اصحاب پر ۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے ۔ آمین۔

*****

مولف کی دیگر کتابیں

۱۔ " آئین حزب اللہ " مصنفہ حضرت سید اسمعیل ذبیح اللہ شاہ خدانمائی افتخاری قدس سرہ (خلیفہ حضرت سید افتخار علی شاہ وطن قدس سرہ) تصحیح و مقدمہ از مولف

۲۔ دستور زبان فارسی مسمی بہ انوار التنویر (فارسی گرامر)

۳۔ " کیمیائے ذات منظوم " از حضرت شاہ راجو قتال حسینیؒ (اردو ترجمہ از فارسی)

۴۔ "کلام افضل" حضرت شاہ افضل بیابانی کے کلام کے ترجمہ پر نظرثانی و مقدمہ از مولف

۵۔ " جماعت اسلامی اور ایس آئی او کا تعارف حقیقت کے آئینہ میں " ۔ زیر طبع ۔

۶۔ " تبلیغی جماعت کا تعارف حقیقت کے آئینہ میں " ... زیر طبع

۷۔ مقالات خدا نمائی .... زیر طبع

۸۔ المباہلہ .... زیر طبع

۹۔ فرقہ اعتدالیہ کا تعارف حقیقت کے آئینہ میں (آغاز و ارتقاء) زیر ترتیب

رسالہ "ضرورت توبہ"

ملنے کے پتے :

☆ دفتر انٹرنیشنل غریب نواز مشن ۔ دیوان دیوڑھی ۔ حیدر آباد ۔ ۲

☆ مکتبہ اہل سنت والجماعت ، عقب مسجد چوک ، حیدر آباد ۔

☆ مکتبہ انوار مصطفیٰ ، مغلپورہ ، حیدر آباد ۔

☆ احاطہ درگاہ یوسفینؒ ، نامپلی حیدر آباد ۔

☆ شمس بک اسٹال ، چادر گھاٹ ، حیدر آباد ۔

☆ خورشید پریس ۔ چھتہ بازار ، حیدر آباد

☆ مولانا سید صدیق الحسن چشتی ، مونگیر ہاوس ، اجمیر (راجستھان)

☆ مولانا خواجہ اسلام الدین نظامی امام و سجادہ ، درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاؒ ، نئی دہلی

☆ مولانا خواجہ رشید فریدی سجادہ نشین درگاہ خواجہ فریدیؒ ، رجب پور ، ضلع مراد آباد (یوپی)

☆ الائیڈ الکٹریکلس ، نزد نیا بس اسٹانڈ ، قندھار شریف ، ضلع ناندیڑ ، مہاراشٹرا ۔

☆ ادارہ روزنامہ اردو ایکشن ، بھوپال ، (یم پی)

اعمال نامۂ طالبِ الٰہی

([illegible]یت مریدین وطالبین حق، لائحہ عمل بقید ساعات چوبیس (24) گھنٹے روز وشب)

جاری شدہ: 1331 ہجری رمطابق 1913ء

ترتیب و تشریحِ نو

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد تنویر الدین خدانمائی

صدر شعبۂ فارسی عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد۔

Details of the Book

Title of the book	:	**A'MÃL NÃMÃ-E-TÃLIBE ILÃHI** (A Manual of Sufi Practices and Islamic Meditation)
Author	:	**Prof. Dr. Syed Mohammed Tanveeruddin** H.O.D. Persian, O.U. & Director Madrasa-e-sufia (Est 1913 A.D.)
Year of Publication	:	May 2013/1434 Hijri
Printer	:	Al-Ansar Publications, Hyderabad.
No. of Copies	:	1000 (One Thousand)
Pages	:	88
Edition	:	First
Price	:	Rs. 80/-
Typed by	:	Mohammed Minhajuddin
Publisher	:	Madrasa-e-Sufia, Hyderabad. with the financial assitance of University Grants Commission, Osmania University, Hyderabad.
Book available at	:1)	The Department of Persian University College of Arts & Social Sciences,O.U., Hyderabad.
	2)	Prof. Dr. Syed Mohammed Tanveeruddin H.No. 20-6-240, Roop Lal Bazar, P.O. Shah Ali Banda, Hyderabad-500065, A.P.
	3)	Khanqahe Junaidiyya, Raoza Shaik-e-Deccan Gulbarga (Karnataka) E-mail : kndr.tanveeruddin@yahoo.com website : www.sufischool.com E-mail Dubai : syedabdulwahed@gmail.com

About the Author

The author of this book, Professor Syed Mohammed Tanveeruddin Khudanumai was born on 16th Muharram ul Haram 1373 Hijri corresponding to the 9th May 1953 C.E. He is the 5th son of Hazrath Syed Ismail Zabiullah Shah RA, founder of Madrasa-e-Sufia (Sufi School). At present the author himself is the director of Madrasa-e-Sufia (Sufi School). The locality where he was born is Doodh Bowli, Hyderabad. His elder brother Hazrath Moulana Syed Mohammed Shamsuddin Hasan Khudanumai gave him the name Syed Mohammed Tanveeruddin alias Ehsan, later he was renamed as Syed Mohammed Saifuddin by his father. However in the society he remained popular as Syed Mohammed Tanveeruddin since his child hood. This name, continued and become prominent. His father Hazrath Syed Ismail Zabiullah Shah RA was a renowned Sufi erudite theologian of his time and author of "Aa'eene Hizb-ullah" which consists of rules and regulations of Madrasa-e-Sufia. In order to provide practical training of Sufi practices he founded a school "Madrasa-e-Sufia" at Khandhar Shareef (Dist. Nanded, Maharashtra.) in the year 1331 Hijri/1913 C.E. which is completing its hundred years in 2013 C.E. His shrine is situated at Chishti Chaman, Mangalhat, Hyderabad.

Authors early education began in a school of his locality where he was born. After that he was admitted in Urdu Shareef High School, Hyderabad where he studied upto matriculation. Completed his graduation (B.Com) from Anwar-ul-Uloom college, Hyderabad. After that he joined Osmania University for post graduation, obtained the degrees of M.A. in two languages, Persian and Arabic one after another. After M.A. in Persian and Arabic from Osmania University he joined Jamia-e-Nizamia a well known theological seminary of Deccan and obtained the Masters Degree in Hadith (Kamil). And Ph.D. in Persian from Osmania University, Hyderabad. He did his research work under the supervision of Prof. Yakub Omer, the then head Dept. of Persian Nizam College Hyderabad. His research topic was "A critical study and editing of Durrar-e-Nizami" compiled by Hazrath Ali Shah Jandar, who was the disciple of Hazrath Sultan-ul-Mashaeq Nizamuddin Aulia Mahboob-e-Ilahi RA. He was awarded the degree of Ph.D. in 1997.

In traditional Sciences he learned to recite the Holy Quran and Tajweed from Hazrath Moulana Abdul Khaleq Khan Al-Afghani who was a renowned scholar of Islamic theology of his time. After that he learned Orthoepy (Knowledge of accurate pronunciation) (Tajweed) from Hazrath Moulana Shah Mohammed Tajuddin Farooqui, who was Master in Orthoepy (Tajweed). He studied Gulistan of Shaik Sadi from Moulana Mansoor RA. Jamia Nayeemia, Moradabad and with Moulana Akhtar RA, Sambhal, U.P. He learned calligraphy from his father Hazrath Syed Ismail Zabiullah Shah RA. It should be also noted here that Hazrath Moulana Abdul Khaliq Khan Al-Afghani not only taught him Tajweed but also taught him Arabic and Persian simultaneously.

Mystical life: Prof. Syed Mohammed Tanveeruddin born in a family of Sufi's and open his eyes in a mystical atmosphere, in the early age itself he was initiated into Sufi practices by his father. His Father, Hazrath Syed Ismail Zabiullah Shah RA, taught him the principles of Tasaw'wuf approved methods of meditation (Masnoon Traeeqa-e-Tawajjoh and Muraqaba) secretes of gnosis (Marifah).

Search of Lively hood: During 1979 to 1981 served as a part time lecturer of Persian in Vajaya Nagar College of Commerce, Hyderabad. In 1982 he left for Saudi Arabia where he worked as an office manager for a period of one year. During this period he performed his pilgrimage and spent 3 days in Masjid-e-Haram (Makkah Al-Mukarrama) in Etekaf, and spent one night Etekaf in holy cave of Hira. (i.e. Ghar-e-Hira where the Quran was revealed), from Asar to Fajr. From Makkah Mukarrama he continued his journey to Madina-e-Munawwara ad spend their about 55 days (Etekaf) in order to achieve his spiritual stages (Suluk).

Comeback to the home town Hyderabad and joined Jamia Nizamia as a Persian Teacher, remained here for about a period of 7 years. After that he Joined Osmania University as an Asst. Professor in the Department of Persian in 1992 and acquired positions of Associate Professor and Professor and served as Chairman Person Board of Studies and took charge as Head of the Department of Persian from 2006, holding these positions till date.

Journey Abroad: During the course of M.A. in Persian, he also visited Iran and acquired a diploma in Modern Persian on the invitation of Shah-e-Iran in the year 1978 C.E. He visited Pakistan on personal affairs and his two books published from Karachi and Hyderabad Sindh.

Books and Articles: Professor Syed Mohammed Tanveeruddin is a profile writer contributed many books and articles to his discipline, Persian and Tasaw'wuf.

Enough to mention his book entitled "Dastur-e-Zaban-e-Farsi" (Anwar-ul-Tanveer) which he produced during his services at Jamia Nizamia. This book has been recognized as the first of its kind in Persian Grammar by the scholars like Prof. Sajidullah Tafhimi, Prof. Tahera Siddaqua, Head Dept. of Persian University of Karachi (Pakistan) Prof. Abul Qasim Radfar (Iran) etc. The book invents the methods of making Fe'l-e-Mudhrae (Aorist Tense) and introduced a new verb theory in Persian Grammar proving that "Verb has one root in Persian Grammar", and refused the two root theory in Persian Grammar. This original work produced by him has been recognized and published by the Consulate General of Islamic Republic of Iran (Hyderabad) in 1989.

Another book "Amozesh-e-Zaban-e-Farsi" also published by the Consulate General of Islamic Republic of Iran (Hyderabad) in 2001.

In the field of Sufi discipline

(1) Haft Marahil-e-Sulook (the 7 steps of divine path)
(2) Time Management in Islam (Tanzeem-e-Aoqat-e-Islami)
and (3) Ujalon ki Taraf (a collection of Articles and papers in Persian and Urdu which was presented in National & International Seminars and Conferences) has been published.

He edited a Persian booklet Kimiya-e-Zaat of Hazrath Shah Raju Qattal Hussaini which was in poetic form and Kalam-e-Afzal etc. His articles was published in National and International Journals. His works was recognized and

incorporated in the "Encyclopedia of Persian Language & Literature in Indian Subcontinent" by the Government of Iran.

Since last 25 years he is delivering weekly and monthly lectures on Moulana Jalaluddin Rumi under the title of "Dars-e-Mathnavi Shareef" and he conducts particle training programmes of Sufi practices and Meditation time to time.

....

Details of Dars Mathnavi (Lectures on Rumi) and Practical Training Program :

Weekly Dars (Lecture) :

1) Khangah, Masjid Bargahe Yousufain, Nampally, Hyd.
   Every Sunday : 1:30 pm to 2:30 pm

Monthly Dars (Lecture) :

1) Khanqah Hazrath Meeran Ji Khudanuma Hussaini,
   Kamrakhi Gunbad, Jiya Guda, Hyderabad (Deccan)
   Every First Sunday of the month : 7:00 pm to 9:00 pm
2) Khanqahe Junaidiyyah, Raoza Shaike Deccan,
   Gulbarga Shareef Karnataka.
   Every Second Saturday : 9:30 pm to 11:30 pm (Night)
3) Masjid-e-Rafai, Sri Nagar Colony,
   Dist. Nanded, Maharashtra.
   Every Fourth Sunday : 11:30 am to 1:00 pm

Monthly Training Program :

1) Practicle Training Camp of Islamic Meditation,
   Madrasa-e-Sufia, Khanqah Sarvar Chaman,
   Khandar Shareef Dist. Nanded, Maharashtra.
   Every Fourth Sunday

SEEKERS MAY APPROACH EARLY MORNING BETWEEN 6:00 AM TO 7:00 AM FOR DAILY PRACTICE AT THE RESIDENCE OF THE AUTHOR

***

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

(البقرۃ ۲، ۲۵۷)

اُجالوں کی طرف

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد تنویر الدین خدانمائی

صدر شعبہ فارسی، عثمانیہ یونیورسٹی،

حیدرآباد، ہند

مصنف کی دیگر کتابیں

۱۔ آئینِ حزب اللہ : تصحیح وترتیب ڈاکٹر سید محمد تنویر الدین خدانمائی افتخاری
مصنفہ بانی مدرسہ صوفیہ مجدد آئینِ حزب اللہ حضرت صوفی سید اسمٰعیل ذبیح اللہ شاہؒ
(شائع کردہ: خانقاہ خدانمائی محلّہ چشتی چمن اولڈ کلفٹن، کراچی پاکستان) (مطبوعہ)

۲۔ دستورِ زبان فارسی "انوار التنویر" (مطبوعہ)

۳۔ آموزش زبانِ فارسی جلد اول و دوم (مطبوعہ)

۴۔ "خوش خط نگاری" اردو، فارسی اور عربی خوشخطی کی مشقی کتاب (مطبوعہ)

۵۔ تنظیم اوقات اسلام (بزبان اردو) (مطبوعہ)

۶۔ ضرورتِ توبہ (مطبوعہ)

۷۔ تراویح رمضان میں تسبیح رحمان (مطبوعہ)

۸۔ کیمیائے ذات (مصنفہ: حضرت شاہ راجو قتال حسینیؒ مصری گنج، حیدرآباد)
تصحیح وترجمہ: پروفیسر ڈاکٹر سید محمد تنویر الدین خدانمائی (مطبوعہ)

۹۔ ہفت مراحل سلوک (مطبوعہ)

۱۰۔ عصر حاضر کی اصلاحی تحریکیں اور تصوف (غیر مطبوعہ)

۱۱۔ تنویر الاوراد (غیر مطبوعہ)

۱۲۔ "درر نظامی" ملفوظات سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ
مرتبہ: حضرت مولانا علی شاہ جاندارؒ خلیفہ محبوب الٰہیؒ (مقالہ پی ایچ ڈی، تنویر خدانمائی) (غیر مطبوعہ)

۱۳۔ "Life Time Management in Islam"
ترجمہ : "تنظیم اوقات اسلام" (بہ زبان انگلش) (غیر مطبوعہ)

۱۴۔ "احسن الاقوال" ملفوظات حضرت خواجہ برہان الدین غریبؒ (فارسی مع اردو ترجمہ) (غیر مطبوعہ)

۱۵۔ "نفائس الانفاس" ملفوظات حضرت خواجہ برہان الدین غریبؒ (فارسی مع اردو ترجمہ) (غیر مطبوعہ)

۱۶۔ قاعدہ "تنویر القرآن" قرآن مجید پڑھنا سیکھنے سکھانے کا قاعدہ (غیر مطبوعہ)

۱۶۔ "تعلیم وتلقین" بانی مدرسہ صوفیہ حضرت صوفی سید اسمٰعیل ذبیح اللہ شاہؒ (غیر مطبوعہ)

(Rs. 100)